JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 02, January – Jun 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

مترادف کا لغوی واصطلاحی مطالعہ: قرآن وسنت اور عربی ادبی ورثے کے تناظر میں

Lexical and Terminological Study of Synonym: Contexts from the Quran, Sunnah and Arabic Literary Heritage

Usman Abbas*

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, UET Lahore, Pakistan.

Prof.Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz**

Chairman Department of Islamic Studies, UET Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

The Arabic language is superior to all the languages of the world in that it has so many words for one thing. More than one word or name of a thing is called a synonym. The literal meaning of the synonym is one who comes behind, submissive and one who sits back on a ride. Terminology means words that have the same or similar meaning to a single word. Some lexicographers have denied synonyms. In which the name of Abu Hilal Askari is prominent. His famous book is Al-Farooq Al-Lughaviyyah. But the fact is that denial of synonyms is not possible. Because there are many hundreds of names or words for some things in the Arabic language. There are six types of synonyms, understanding of which reveals the reality of synonyms and the difference will end. There are many examples of synonyms in the Holy Quran, Prophetic Hadith and Arabic poetry. This article analyzes the literal and terminological definition of synonyms, its reality, its examples and other important topics.

Keywords: *Synonym, Introduction, Types, Examples, Nature of Difference,* Importance

تعارف

عربی زبان اس حوالہ سے دنیا کی تمام زبانوں پر فوقیت رکھتی ہے کہ اس میں ایک چیز کے لیے اس قدر زیادہ الفاظ ملتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا کی کسی اور زبان میں نہیں ملتی، بہ طور مثال علامہ فیروزآبادی کی کتاب "العسل" دیکھی جا سکتی ہے، جس میں انھوں نے "شہد" کے لیے اسّی سے زیادہ مترادفات بیان کیے ہیں اور پھر بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ "العسل" کے تمام مترادفات کا احاطہ نہیں کر سکے۔ اسی طرح علامہ احمد بن مصطفی اللبابیدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اللطائف فی اللغة" میں کئی عربی الفاظ کے مترادفات بیان کیے ہیں۔ ابن فارس نے ہارون الرشید اور معروف شاعر اصمعی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ

CC BY

ایک دن ہارون الرشید نے اصمعی سے ابن حزم عکلی کے ایک شعر کے بارے میں پوچھا تو اصمعی نے اس کی تشریح بیان کر دی۔ اس پر ہارون الرشید نے کہا کہ اے اصمعی! تمھارے تو مشکل الفاظ بھی مشکل نہیں ہوتے تو اصمعی نے جواب دیا: "ألا أكون كذلك وقد حفظت للحجر سبعين اسما"[1] ترجمہ: "میں ایسا کیوں نا ہوں جب کہ میں نے پتھر کے ستر مترادفات یاد کیے ہیں"۔ احمد بن محمد بن بندار بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ بن خالویہ ہمدانی نے فرمایا: "جمعت للأسد خمسمائة اسم وللحيَّة مائتين"[2] ترجمہ: "میں نے شیر کے پانچ سو اور سانپ کے دو سو مترادفات جمع کیے"۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عرب باقی دنیا کو "عجم" یعنی گونگے کہتے ہیں۔ اہل عرب سمجھتے ہیں کہ زبان تو صرف ان کی ہے اور بولتے تو صرف وہی ہیں، باقی دنیا تو ان کے مقابلے میں گونگی ہے۔

مبحث اوّل: مترادف کی توضیح

الف: لغوی وضاحت:

مترادف عربی زبان کا لفظ ہے جس کے حروف اصلی "ردف" ہیں، ترادف کا معنی ہوتا ہے کسی کا سواری پر دوسرے کے پیچھے بیٹھنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ**[3] ترجمہ: "کہہ دیں قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ پہنچا ہو اس کا کچھ حصہ جو تم جلدی مانگ رہے ہو"۔ محمد بن سلام نے یونس سے "ردف لکم" کا معنی "قَرُب لکم" بیان کیا ہے۔[4] امام فراء نے اس کا معنی "دنا لکم" کیا ہے۔[5]

ڈاکٹر احمد مختار لکھتے ہیں:

> **"ردَف الرَّجُلَ: ركِب خلفَه، ردَف الطِّفلُ أباه على الدَّرّاجة"**[6]
>
> ترجمہ: "ردف الرجل کا معنی ہے کہ وہ اس کے پیچھے بیٹھا۔ بچہ اپنے باپ کے پیچھے سائیکل پر بیٹھا"۔

"الرِّدْفُ: ما تَبِعَ شيئاً فهو ردفه، وإذا تتابع شيءٌ خَلْفُ شيءٍ فهو التّرادُف"[7] ترجمہ: "الردف: جو کسی چیز کے پیچھے ہو اسے ردفہ کہتے ہیں۔ اور جب کوئی چیز کسی چیز کے تابع ہو تو وہ ترادف کہلاتی ہے"۔ اسی سے لفظ استعمال ہوتا ہے کہ "ترادف الکلمتین" جس کا معنی ہے کہ دو لفظوں کا ہم معنی ہونا یا قریب المعنی ہونا، لفظاً مختلف ہونا اور معنی ایک ہونا۔[8]

اس سے معلوم ہوا کہ مترادف الفاظ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو لکھنے میں تو مختلف ہوں مگر ان کے معانی ایک ہی ہوں، یا ایک جیسے ہوں۔ مترادف کا معنی قرآن مجید کی اس آیت سے بھی واضح ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> **إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ**[9]
>
> ترجمہ: "جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی کہ بے شک میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمھاری مدد کرنے والا ہوں، جو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ہیں"

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ایک دوسرے کے پیچھے بھیجا۔ امام ابو اسحاق الزجاج فرماتے ہیں: "فمعنى (مُرْدِفِين) يأتون

فرقة بعد فِرْقة"[10] ترجمہ: "مر دفین کا معنی ہے: وہ ایک گروہ کے بعد دوسرے گروہ کی صورت میں آئے"۔ امام یحیٰ بن زیادہ الفراء نے مر دفین کا معنی متتابعین کیا ہے [11]

ب: اصطلاحی تعریف:

علامہ جرجانی لکھتے ہیں:

> "المترادف:ماكان معناه واحدًا وأسماؤه كثيرة،وهو ضد المشترك،أخذًا من الترادف،الذي هو ركوب أحد خلف آخر؛كأن المعنى مركوب واللفظين راكبان عليه،كالليث والأسد"[12]
>
> ترجمہ: "متر ادف سے مراد یہ ہے کہ جس کے معنی ایک ہی ہوں اور لفظ مختلف یا بہت زیادہ ہوں اور یہ مشترک کی ضد ہے، یہ ترادف سے لیا گیا ہے۔ ترادف کا مطلب یہ ہے کہ ایک کا دوسرے کے پیچھے سوار ہونا گویا کہ معنی یہ ہوا کہ ایسی سواری جس پر دو لفظ سوار ہوں، جیسا کہ لیث اور اسد دونوں شیر کے لیے استعمال ہوتے ہیں"۔

امام فخر الدین الرازی لکھتے ہیں:"الألفاظ المترادفة، هي: الألفاظ المفردة الدالة على مسمى واحد "[13] ترجمہ: "الفاظ متر ادفہ سے مر اد ایسے مفر د الفاظ ہیں جو کسی ایک معنی پر دلالت کرتے ہوں"۔

امام سیبویہ لکھتے ہیں: "اعلم أنّ من كلامِهم اختلاف اللفظينِ لاختلاف المعنيينِ، واختلافَ اللفظينِ والمعنى واحدٌ، و اتفاق اللفظين واختلاف المعنيين"[14] ترجمہ: "جان لو کہ ان کے کلام میں دو مختلف لفظ دو مختلف معنوں کے لیے، یا دو مختلف لفظ ایک معنی کے لیے، یا دو ایک جیسے لفظ دو معنوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں"۔

اردو میں متر ادف دو معانی میں استعمال ہوتا ہے:

1. ایسے الفاظ جن کے معنی ایک ہوں، ہم معنی، ہم ردیف۔

ذوق کا شعر ہے:

ایک مضموں کے دو فقرے تھے مگر مستحکم — ایک معنی کے وہ لفظ متر ادف تھے دو

2. متر ادف وہ قافیہ ہے جس کے آخر میں دو ساکن بلا فصل واقع ہوں۔[15]

اردو میں اس کے لیے "تھیسارس" کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے، جس میں ایک ہی موضوع سے متعلقہ الفاظ کو جمع کر دیا گیا ہو۔ لفظ "تھیسارس" کے بارے میں بی بی سی اردو (BBC Urdu) پر 2005ء میں ایک مضمون لکھا گیا ہے جس میں صاحب مضمون تھیسارس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"تھیسارس یونانی زبان سے انگریزی میں آیا ہے اور اس کا بنیادی مطلب ذخیرہ یا خزینہ تھا۔ بعد میں یہ لفظ "خزینہ الفاظ" کے

معنوں میں استعمال ہونے لگا اور آج ہم تھیسارس سے مراد ایک ایسی ڈِکشنری لیتے ہیں جس کا بنیادی کام لفظ کا مطلب بتانے کی بجائے مطلب کا لفظ بتانا ہے، یعنی عام ڈِکشنری کی طرح الفبائی ترتیب میں لفظوں کا مطلب بیان کرنے کی بجائے تھیسارس ہمیں مختلف موضوعات اور تصورات کے بارے میں مناسب لفظوں کی فہرستیں مہیا کرتا ہے۔ مثلاً: ہم اگر "سڑک" کے بارے میں کچھ جاننا چاہتے ہیں تو تھیسارس ہمیں اس طرح کے لفظ مہیا کرے گا: ڈنڈی، پگ ڈنڈی، راہ، شاہراہ، خیابان، ہائی وے، روڈ، ذیلی سڑک، سٹریٹ، گلی وغیرہ۔ اس طرح کی انگریزی لغات کا سراغ ہمیں سولھویں صدی عیسوی سے ملنا شروع ہوجاتا ہے لیکن لفظوں کی گروہ بندی کو ایک باقاعدہ ہنر میں تبدیل کرنے کا سہرا ایک انگریز پیٹر مارک راجٹ کے سر ہے جس نے 1852ء میں زمرہ بند لفظوں کی وہ فہرست پیش کی جو "راجٹ کا تھسارس" کہلاتی ہے اور آج دنیا بھر میں استعمال کی جاتی ہے"[16]

انگلش میں مترادف کو "Synonym" کہا جاتا ہے۔ کیمبرج ڈکشنری میں "Synonym" کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"A word or phrase that has the same or almost the same meaning as another word or phrase in the same language.[17]"

ترجمہ: کسی زبان کا ایسا لفظ یا فقرہ جس کا معنی اسی زبان کے کسی دوسرے لفظ یا فقرہ سے ایک جیسا ہو یا وہ لفظ یا فقرہ قریب المعنی ہو۔

بریٹانیکا ڈکشنری میں "Synonym" کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"A synonym is a word, morpheme, or phrase that means exactly or nearly the same as another word, morpheme, or phrase in a given language.[18]"

ترجمہ: مترادف ایک لفظ، مورفیم، یا فقرہ ہے جس کا مطلب بالکل یا تقریباً ایک ہی زبان میں کسی دوسرے لفظ، مورفیم، یا فقرے جیسا ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مترادف کا لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً: ایک ہی معنی کے کئی الفاظ، یعنی الفاظ تو کئی ہوں مگر معنی ایک ہی ہو، یا ملتا جلتا معنی ہو، یا کئی الفاظ ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہوں، اسی طرح ایک ہی لفظ کے کئی معانی بھی ہوسکتے ہیں، اسی طرح قبائل کے بدلنے سے بھی معنی بدل سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لغت عرب میں الفاظ کی تین قسمیں کی جاسکتی ہیں:

1۔ الفاظ بھی مختلف اور معانی بھی مختلف، مثلاً: "رجل" مرد اور "امرأة" عورت وغیرہ۔ سب زیادہ الفاظ اسی قبیل سے ہیں۔

2۔ الفاظ مختلف ہوں مگر معنی ایک ہی ہو، مثلاً: "جلس" اور "قعد"۔

3۔ الفاظ ایک جیسے ہوں مگر معنی مختلف ہو، مثلاً: "الامة" اس لفظ کو اگر "الأُمَّة" پڑھیں تو اس کا معنی ہے "امت" اور اگر

"**الاَمَة**" پڑھیں تو اس کا معنی ہو گا "لونڈی"۔

مبحث دوم: مترادف کی اقسام اور حقیقت

الف: مترادف کی اقسام:

مترادف کی درج ذیل چھ اقسام ہیں:

1۔**الترادف التام**: اس سے مراد ایسے مترادف الفاظ ہیں کہ دونوں کلمات میں سے جسے بھی لکھ دیا جائے معنی اور جملے کی حقیقت میں کوئی فرق نہ پڑے، جیسے "**جلس**" اور "**قعد**"

2۔**الترادف النوعی**: اس سے مراد ایسے مترادف الفاظ ہیں کہ جن کا معنی بہت قریب قریب ہو اور ماہر فن ہی ان میں فرق کر سکے، جیسے: "سنة"، "حول" اور "عام"۔

3۔**الترادف المجازی**: اس سے مراد ایسے مترادف الفاظ ہیں کہ جنہیں ایک سے زیادہ معانی میں استعمال کیا جاتا ہو یا جن سے اس کے اصل معنی کی بجائے مجازی معنی مراد لیا جا سکتا ہو، جیسے: "**لمح**"، "**لحظ**"، "نظر" اور "رمق"۔

4۔**الترادف الاصطلاحی**: اس سے مراد ایسے مترادف الفاظ ہیں جو مخصوص شعبوں میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے: "**فیزیاء**" اور "الطب"۔

5۔**الترادف الاستلزامی**: ایسا کام جو دوسرے کام کو متلزم ہو، جیسا کہ اگر کہا جائے کہ فلاں اپنے بستر سے آٹھ بجے اٹھا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آٹھ بجے سے پہلے وہ بستر پر ہی تھا۔

6۔**الترادف اللفظی**: اس سے مراد ایسے الفاظ ہیں کہ جن کا آخری حرف ایک ہی ہو یا ایک جیسا ہو، جسے قافیہ کہتے ہیں، مثال کے طور پر امام ابن قیم کی کتاب قصیدہ نونیہ ہے جس میں پانچ ہزار آٹھ سو بیالیس اشعار ہیں اور ہر شعر کا اختتام "ن" پر ہوا ہے۔

ب: مترادف کی حقیقت:

عربی زبان اس لحاظ سے بہت ہی ذرخیز زبان ہے کہ اس کے الفاظ کو گننا تقریباً ناممکن ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے کسی خاص چیز کے ناموں کو گننا شروع کیا تو وہ حیران رہ گئے کہ عربی زبان میں ایسی چیزیں بھی ہیں کہ جن کے ناموں کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی ہے۔ البتہ بعض علمائے لغت ایسے بھی گزرے ہیں جو مترادف کو سرے سے مانتے ہی نہیں ہیں، مثلاً: ابوعبداللہ محمد ابن زیاد الاعرابی، ابوعباس احمد بن یحیٰی ثعلب، ابو علی الفارسی، ابو ہلال العسکری اور ابو حسین احمد بن فارس۔

ابو علی الفارسی بیان کرتے ہیں: "میں حلب میں سیف الدولہ کے ساتھ ایک ایسی مجلس میں تھا کہ جس میں علمائے لغت بھی شریک تھے، ان میں ابن خالویہ بھی تھے، انہوں نے کہا: میں نے "سیف" یعنی تلوار کے پچاس نام یاد کیے ہیں، تو ابو علی الفارسی نے کہا: میں نے تو تلوار کا صرف ایک ہی نام یاد کیا ہے اور وہ ہے "سیف"۔ ابن خالویہ نے کہا: تو "**المھند**"، "**الصارم**" وغیرہ کے بارے آپ کا کیا خیال ہے؟ تو ابو علی الفارسی نے کہا: یہ تو صفات ہیں"[19]

ابو ہلال عسکری اپنی کتاب "الفروق اللغویۃ" میں لکھتے ہیں:

"فإن كل اسمين يجريان على معنى من المعاني وعين من الأعيان في لغة واحدة فإن كل واحد مهما يقتضي خلاف ما يقتضيه الآخر وإلا لكان الثاني فضلا لا يحتاج إليه"[20]

ترجمہ: "کسی بھی زبان کے دو اسم کسی ایک معنی پر دلالت کرتے ہیں یا کسی خاص نوع کی طرف نشاندہی کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسم دوسرے اسم کے خلاف کا متقاضی ہوتا ہے یا پھر دوسرا اسم اضافی ہوتا ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔

لیکن مترادفات کا انکار درست معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ اہل فن نے مختلف الفاظ کی تشریح کے لیے ان کے مترادفات ذکر کیے ہیں، بطور مثال ابو زید انصاری کی اس بات کو دیکھا جا سکتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک اعرابی سے کہا کہ "**المجنطی**" کیا ہے ؟ تو اس نے کہا: "**المتکاکی**"۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: "**المتکاکی**" کیا ہے ؟ تو اس نے کہا: "**المتأزف**"۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: "**المتأزف**" کیا ہے ؟ تو اس نے جواب دیا: تم بے وقوف ہو (کہ تمھیں اتنے مترادفات بتائے ہیں مگر تمھیں پھر بھی سمجھ نہیں آیا)۔[21]

اگر کسی لفظ کے مترادفات کو دقت نظری سے دیکھا جائے تو ہر مترادف لفظ کے معنی میں دقیق سا فرق ضرور ہوتا ہے، بطور مثال میں اونٹ کے چند ناموں کے ساتھ اس کی وضاحت پیش کی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ **السلیل او السقب:** اونٹ کے ایسے بچے کو کہا جاتا ہے جو قبل از وقت گر جائے حتی کہ یہ تک معلوم نا ہو سکے کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث۔

2۔ **الحوار:** پیدائش سے چھ ماہ تک کے بچے کو کہا جاتا ہے۔

3۔ **المخلول:** چھ ماہ سے بارہ ماہ تک کے بچے کو کہا جاتا ہے۔

4۔ **المفرود او الفصیل:** جس کی عمر دو سال ہو۔

5۔ **اللقی:** جس کی عمر تین سال ہو۔

6۔ **الحق:** جس کی عمر چار سال ہو۔

7۔ **الجذع:** جس کی عمر پانچ سال ہو۔

8۔ **الثنی:** جس کی عمر چھ سال ہو۔

9۔ **الرباع:** جس کی عمر سات سال ہو۔

10۔ **السدیس:** جس کی عمر آٹھ سال ہو۔

11۔**الفاطر:** جس کی عمر دس سال ہو۔

12۔**الناب:** جس کی عمر چودہ سال ہو۔

13۔**العود:** جس کی عمر چودہ سے اٹھارہ سال ہو۔

14۔**الثلب:** جس کی عمر اٹھارہ سے بیس سال ہو۔

15۔**الھرش:** جس کی عمر بیس سال سے زیادہ ہو۔

اسی طرح مفسر قرآن علامہ عبد الرحمن کیلانی نے اپنی کتاب مترادفات القرآن میں "الطفل" کے مترادفات کے بارے میں لکھتے ہیں:

1۔**الجنین:** "جنّ" بمعنی کسی چیز کو ڈھانپ لینا اور پوشیدہ کرنا اور "جنین" وہ بچہ ہے جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔

2۔**الولید، الولد اور المولود:** اس کا لغوی مفہوم تو نوزائدہ بچہ ہے، پھر اس لفظ کا اطلاق چھوٹی عمر کے بچوں پر ہونے لگا اور "ولد" اور "مولود" کا تعلق صرف بچہ یا عمر سے نہیں ہے بلکہ والد کے مقابلہ میں اس کے (جنے جانے) کے فعل سے بھی ہے۔ وہ چھوٹی عمر کا ہو یا جوان ہو یا بوڑھا، اپنے والد کے مقابلے میں "ولد" اور "مولود" ہی ہے۔ "ولد" آٹھ سے دس سال کی عمر تک کا بچہ (والد کی طرف نسبت کے لحاظ سے ہر عمر کا آدمی)۔

3۔**الطفل:** "طَفِلَ" کے معنی نرم ونازک ہونے کے ہیں جبکہ "طَفْلَةٌ" گداز بدن عورت کو کہتے ہیں، اس لحاظ سے جب تک بچہ نرم ونازک رہے وہ "طفل" ہے۔ تاہم اس سے ایسے مراد ہوتے ہیں جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔ "طفل" بلوغت کی عمر تک کا بچہ۔

4۔**الصبی:** وہ بچہ ہے جو ابھی نادانی اور کھیل کود کی عمر میں ہو۔ اس لفظ کا تعلق عمر سے زیادہ بچپنے کی عادات سے ہوتا ہے۔ اگر لڑکا بالغ ہونے کے بعد بھی نادان اور کھیل کود میں مبتلا رہے تو وہ "صبی" ہی ہے۔ "صبی" بمعنی بچگانہ عادات اور حرکات وسکنات والا بچہ۔

5۔**الغلام:** وہ بچہ جس میں جنسی خواہشات بیدار ہو چکی ہوں، یعنی بالغ ہو چکا ہو۔[22]

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ مترادف کا انکار تو کسی صورت نہیں کیا جا سکتا البتہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہر مترادف کی اپنی خصوصیت ہے، ہر لفظ اپنا ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ادب اس چیز کا نام ہے کہ ہر مترادف کو اس کے مقام پر استعمال کیا جائے۔

مبحث سوم: مترادف کی کثرت کے اسباب

الف: لہجوں کی کثرت: عموماً ایسا ہوتا ہے کہ لہجہ بدلنے سے کسی چیز کے نام میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ مثال کے طور پر پنجابی زبان ہی دیکھ لیں کہ ہر علاقے کا لہجہ الگ ہوتا ہے اور بعض اوقات الفاظ بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ بدلنے سے

بھی لہجہ اور الفاظ میں تبدیلی رونما ہوتی ہے اور ایسا ہر زبان کے ساتھ ہوتا ہے۔ لفظ کے تبدیل ہونے کی مثال ہم اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ پنجابی ہی کی ایک قسم سرائیکی میں "ستری" عورت کو کہتے ہیں جبکہ پنجابی کے دیگر لہجوں میں "عورت" یا اس سے ملتے جلتے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

جیسا کہ اصولیوں کا کہنا ہے :

"إن من أسباب الترادف أن تضع إحدى القبيلتين أحد الاسمين والأخرى الأسم الآخر للمسمى الواحد من غير ان تشعر إحداهما بالأخرى ثم يشتهر الوضعان ويخفى الواضعان أو يلتبس وضع أحدهما بوضع الآخر"[23]

ترجمہ "مترادفات کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ ایک قبیلہ کسی چیز کا نام اور رکھے جبکہ دوسرا قبیلہ اسی چیز کا کوئی اور نام رکھے، اس بات کا لحاظ رکھے بغیر کہ دوسرے نے اس کا کیا نام رکھا ہے، پھر (وقت کے ساتھ ساتھ) دونوں نام ہی مشہور ہو جائیں اور دونوں ناموں کے وضع کرنے والے بھلا دیئے جائیں یا دونوں نام ایک دوسرے سے گل مل جائیں"۔

ب: تغیر حالت: کسی چیز کا ایک نام رکھا گیا، پھر اس کی مختلف حالتوں کو دیکھتے ہوئے اس کے الگ الگ نام رکھ لیے گئے، جیسا کہ اوپر اونٹ کی مثال دی گئی ہے کہ اس کی عمر کے لحاظ سے اس کے الگ الگ نام رکھے گئے یا "طفل" کے مترادفات کی بات کی گئی ہے کہ اس کی عمر اور حالت کے لحاظ سے اس کے مختلف نام رکھے گئے ہیں۔ پھر مرورِ زمان کے ساتھ وہ صفت بھول جاتی ہے یا نئے بولنے والوں کی طرف سے بھلا دی جاتی ہے۔ تلوار اور اس کے نام اس کی بہترین مثال ہے۔ تلوار کی صفات میں سے "الھندوانی" ہے کیوں کہ وہ ہند میں بنائی گئی، اسی طرح "الصارم"، "الباتر"، "الصقیل" اور "القاضب" یہ سب صفات تلوار کے تیز ہونے کے اعتبار سے ہیں۔

ج: لغوی ترقی: اس سے مراد یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ الفاظ میں بہتری لائی جاتی ہے، جیسا کہ آکسفورڈ ڈکشنری میں ہر سال نئے الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ کسی لفظ کی مختلف اصوات پھیل جاتی ہیں یعنی لکھنے میں تو ایک جیسا ہی ہوتا ہے مگر پڑھنے میں فرق ہوتا ہے بطور مثال انگلش کے لفظ "Schedule" ہی دیکھ لیں، امریکن اسے "Skedzh-ool" پڑھتے ہیں جب کہ برطانوی اسے "Shed-yool" پڑھتے ہیں۔ عربی میں اس کی مثال "ھطلت السماء" ہے، اس لفظ کو "ھتلت" اور "ھتنت" بھی بولا جاتا ہے اور اس طرح کی مثالیں عربی کتب میں بکثرت موجود ہیں۔

د: مستعار الفاظ: زبانوں کا اصول یہ ہے کہ جو چیز جہاں ایجاد ہوتی ہے وہی اس کا نام رکھتے ہیں، مثال کے طور پر کرسی کے بارے کہا جاتا ہے کہ اسے بنگالیوں نے ایجاد کیا یہی وجہ ہے کہ پنجابی، اردو، ہندی حتی کہ عربی میں بھی اس کے لیے "کرسی" کا ہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس پر کئی کتب لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک "اردو عربی کے لسانی رشتے" ہے جو ڈاکٹر احسان الحق کی شاہکار

ہے۔اسی طرح فارسی میں ماں کے لیے "مادر" کا لفظ ہے اور انگلش میں ماں کو "Mother" کہتے ہیں، نطق سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان کی اصل ایک ہی ہے۔[24]

مبحث چہارم: مترادف کی مثالیں

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بعض علمائے لغت مترادف کا انکار کرتے ہیں جب کہ ان کی یہ بات حقیقت کے مخالف ہے، ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہر مترادف میں کچھ دقیق فرق ہوتا ہے مگر مترادف کا کلی انکار کرنا کسی طور پر درست نہیں ہے۔مترادف ویسے تو ہر زبان میں ہیں مگر عربی زبان کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں مترادف کی تعداد سیکڑوں تک جا پہنچتی ہے البتہ ہر مترادف میں جو دقیق فرق ہوتا ہے اس کی وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ مترادفات کی چند مثالیں قرآنِ مجید، حدیث نبوی اور اشعار سے دی جائیں تاکہ مترادف کی حقیقت واضح ہو سکے۔

الف: قرآن مجید

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کے الفاظ محکم ہیں جب کہ اس کے معانی کھول کھول کر بیان کر دیے گئے ہیں، لہٰذا قرآن مجید کے ہر لفظ اور ہر معنی میں اس قدر اعلیٰ درجے کی فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے کہ کوئی اور کتاب یا کلام اس کا ثانی نہیں بن سکتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ[25] ترجمہ:"ایک کتاب ہے جس کی آیات محکم کی گئیں، پھر انھیں کھول کر بیان کیا گیا ایک کمال حکمت والے کی طرف سے جو پوری خبر رکھنے والا ہے"۔ قرآن مجید میں مترادفات کے عنوان پر باقاعدہ کتب موجود ہیں، حتی کہ اس موضوع پر تو اردو میں بھی کافی کام ہوا ہے ،جن میں سے سب سے معروف کتاب مولانا عبد الرحمن کیلانی کی "مترادفات القرآن" ہے۔ جس میں تقریباً (3100) مترادف الفاظ کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ذیل میں چند امثلہ اوران میں موجود دقیق فرق ذکر کیا ہے:

1۔الخوف والخشية:

خوف کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ[26] ترجمہ:"وہ اپنے رب سے، جو ان کے اوپر ہے،ڈرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے"۔

خشیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ[27] ترجمہ:"اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے صرف جاننے والے ہی ڈرتے ہیں"۔

یہ ایسے الفاظ ہیں کہ جن کے بارے عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ "الخوف" اور "الخشية" کے معنی میں فرق ہے۔ابو العباس القرطبی "المفهم" میں لکھتے ہیں:"الخشية أشد الخوف. وقيل: الخوف: التطلع لنفس الضرر، والخشية: التطلع لفاعل الضرر"[28] ترجمہ:"الخشية" خوف سے زیادہ شدید ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ "الخوف" کا تعلق خود نقصان سے ہے جب کہ "الخشية" کا تعلق نقصان پہنچانے والے سے

ہے "۔ علامہ شریف جرجانی اپنی کتاب "التعريفات" میں "الخوف" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"الخوف توقع حلول مكروه، أو فوات محبوب"[29] ترجمہ:"کچھ برا ہونے یا کسی عزیز کے کھو جانے کی توقع کرنا خوف کہلاتا ہے"۔

الخشية کی تعریف یوں کی ہے:"الخشية: تألم القلب بسبب توقع مكروه في المستقبل، يكون تارة بكثرة الجناية من العبد، وتارة بمعرفة جلال الله وهيبته. وخشية الأنبياء من هذا القبيل"[30] ترجمہ:"خشیت دل میں مستقبل میں کچھ برا ہونے کے ڈر کو کہتے ہیں۔ یہ کبھی بندے کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ہیبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی خشیت اسی قبیل سے ہے"۔ علامہ عبید اللہ مبارکپوری "مرعاة المفاتيح" میں لکھتے ہیں:"الخشية الخوف مع التعظيم"[31] ترجمہ:"خشیت سے مراد ایسا خوف ہے کہ جس میں تعظیم ہو"۔

خلاصہ یہ ہے کہ "الخوف" کسی بھی چیز سے ڈرنے کو کہتے ہیں اگرچہ وہ کوئی چھوٹی سی چیز ہی کیوں نا ہو جبکہ "الخشية"خوف کی شدت کو کہتے ہیں اور "الخشية" میں عظمت کے ساتھ خوف پایا جاتا ہے اگرچہ خوف کھانے والا خود بھی قوی ہی کیوں نا ہو۔ دونوں الفاظ کے فرق کو اس آیت میں دیکھا جا سکتا ہے: وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ [32] ترجمہ:"اور وہ جو اس چیز کو ملاتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں"۔

2۔الشح والبخل:

اکثر لوگ ان الفاظ کا ایک ہی معنی میں لیتے ہیں حالاں کہ جب ان کی تفصیل میں جایا جائے تو ان میں بھی دقیق فرق نظر آتا ہے۔ "الشح "شدید بخل کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ[33] ترجمہ:"اور تمام طبیعتوں میں حرص (حاضر) رکھی گئی ہے"۔

"البخل" طمع، لالچ، کنجوسی اور تنگ دلی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ[34] ترجمہ:"پھر جب اس نے انھیں اپنے فضل میں سے کچھ عطا فرمایا تو انھوں نے اس میں بخل کیا"

امام جرجانی لکھتے ہیں:"البخل: هو المنع من مال نفسه، والشح، هو بخل الرجل من مال غيره"[35] ترجمہ:"بخل سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے مال میں بخل کرے جبکہ شح یہ ہے کہ بندہ کسی دوسرے کے مال میں بخل کرے"۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:"الشُّحُّ: بخل مع حرص"[36] ترجمہ:"شح ایسا بخل ہے جس میں حرص بھی شامل ہو"۔

خلاصہ یہ ہے کہ "الشح" میں حرص اور لالچ ہوتی ہے کہ دوسرے سے بھلائی چھن جائے چاہے اور "بخل" کسی کو اس کے حق سے محروم کرنا ہے۔

3۔العام والسنة:

یہ دو الفاظ بھی ایسے ہیں کہ جن کے بارے اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم معنی ہیں جبکہ "العام" ایسے سال پر پر بولا جاتا ہے کہ جس میں عاجزی اور آسانی ہو اور "السنة" ایسے سال پر بولا جاتا ہے کہ جس میں سختی، پریشانی اور مشقت ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا [37] ترجمہ: "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس کم ہزار برس رہا"۔ نوح علیہ السلام کی 950 سال کی دعوت کی مدت مشقت سے بھری پڑی تھی کیونکہ نوح علیہ السلام کی قوم آپ کو تنگ کرتی تھی، آپ کا مزاق اڑاتی تھی، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنگ کرنے والوں سے زمین کو پاک کر دیا۔ اسی طرح جب قریش مکہ نے مسلمانوں پر زمین کو تنگ کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے ان پر ان الفاظ میں بد دعا کی:

اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ[38]

"اے اللہ! قبیلہ مضر کے کفاروں کو سخت پکڑ۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط نازل فرما"۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف میں اس قحط کا ذکر یوں فرمایا ہے کہ اس میں "السنة" اور "عام" کے فرق کو دیکھا جا سکتا ہے: قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ [39] ترجمہ: "اس نے کہا تم سات سال پے در پے کاشت کرو گے تو جو کاٹو اسے اس کے خوشے میں رہنے دو، مگر تھوڑا سا وہ جو تم کھالو۔ پھر اس کے بعد بہت سخت سات برس آئیں گے، جو کھا جائیں گے جو کچھ تم نے ان کے لیے پہلے رکھا ہو گا مگر تھوڑا سا وہ جو تم محفوظ رکھو گے۔ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش ہو گی اور وہ اس میں نچوڑیں گے"۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے "السنة" کو شدت و پریشانی سے جبکہ "عام" کو آسانی، برکت اور خوشحالی سے تعبیر کیا ہے۔ ابو ہلال عسکری لکھتے ہیں: "العام" سے مراد دن ہیں جبکہ "السنة" سے مراد مہینے ہیں۔ کیا آپ غور نہیں کرتے کہ کہا جاتا ہے کہ زنج کے دن یا کہا جاتا ہے کہ "عام الزنج" اور کبھی بھی ایسا نہیں کہا جاتا کہ "شهور الزنج" [40] اسی لیے کہا جا سکتا ہے کہ "عام" کسی چیز کے ہونے کے وقت کو بیان کرنے کا فائدہ دیتا ہے جبکہ "السنة" اس کا فائدہ نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ "عام الفيل" کہا جاتا ہے نا کہ "سنة الفيل" اسی طرح تاریخ بیان کرتے وقت کہا جاتا ہے کہ "سنة مائة" اور یہ نہیں کہا جاتا کہ "عام مائة" [41]

4۔ استاذن واستانس:

"استاذن" اور "استانس" اجازت لینے کے معنی میں آتے ہیں۔ منجد میں ہے: "استأذن" اذن (اجازت یا منظوری) سے مشتق ہے۔ "استاذن" منظوری حاصل کرنے، کسی کام کے لیے اجازت چاہنے اور "استاذن علیه" اندر آنے کی اجازت طلب کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ [42] ارشاد باری تعالیٰ ہے: **لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ** [43] ترجمہ: "تجھ سے وہ لوگ اجازت نہیں مانگتے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اس

سے کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں"۔

"استانس" کا معنی ہے کسی چیز کو دیکھنا اور اس کو جاننا۔ "انسالصوت" بمعنی آواز سن لینا۔ "انس النار" یعنی آگ دیکھنا۔ "اِنستانس" اسی سے مشتق ہے، یعنی موانست پیدا کرنا۔ اپنے کسی قول و فعل کے ذریعے دوسرے کو اپنے سے متعارف کرانا۔ مثلاً کوئی شخص دروازے پر کھڑا ہو کر صاحبِ خانہ کو آواز دیتا ہے یا کھانستا ہے تو اس آواز یا کھانسنے کے عمل سے صاحبِ خانہ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ دروازے پر فلاں شخص ہے۔ تو "انسانس" کا مفہوم پورا ہو گیا۔[44] ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا**[45] ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر نہ داخل ہوا کرو"۔

خلاصہ یہ ہے کہ "استاذن" کا معنی کسی کام کی اجازت یا منظوری طلب کرنا ہے جبکہ "استانس" اپنے کسی قول و فعل سے دوسرے کو متعارف کرانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ب: حدیث نبوی

جس طرح قرآن مجید میں مترادفات ہیں ایسے ہی احادیث میں بھی مترادفات بہ کثرت پائے جاتے ہیں، مگر یہ بات یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: **بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ**[46] ترجمہ: "میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں"۔ نبی کریم ﷺ کی بات اور آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہر لفظ میں بہت سارے معانی اور مفاہیم پائے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمیں حدیث رسول ﷺ کو بالعموم اور دعاؤں و اذکار کو بالخصوص ایسے ہی پڑھنا چاہیے جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھلایا ہے۔

1۔ جعل و قعد:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ أَوْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ**[47] ترجمہ: "جس شخص کو منصب قضا پر فائز کیا گیا یا جو لوگوں کا قاضی بنایا گیا، (گویا) وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا"۔

دوسری روایت بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَنْ قَعَدَ قَاضِيًا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ**[48] ترجمہ: "جو شخص مسلمانوں کے درمیان بطور قاضی بیٹھا، گویا کہ وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا"۔

ان روایات میں "**جُعِلَ**" اور "**قَعَدَ**" مترادف ہیں جن کی وضاحت درج ذیل ہے: "**جُعِلَ**" کا مطلب بنانا یا مقرر کرنا ہے، اس کا استعمال عام ہے خواہ اس کا تعلق ایجاد اور تخلیق سے ہو یا محض ترتیب سے ہو، اسی سے "**جَعَلَه إِمَامًا أَوْ حَاكِمًا**" ہے جس کا مطلب اس کو امام یا حاکم مقرر کرنا ہے۔[49] اور "**قعد**" کا مطلب بیٹھنا، توجہ دینا، تیار ہونا، بیٹھ رہنا، کھڑا ہونے کی حالت سے

بیٹھنااور اصل کام سے اعراض کرنا ہے، اسی سے "قعدة" بمعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ہے اور اسی سے "قَعِيْدَةٌ" ہے، یہ اس عورت کو کہتے ہیں جو گھر کی نگہبان اور محافظ ہو اور گھر میں ہی رہے، اس کی جمع "قَوَاعِدُ" ہے، اسی سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنھا کی روایت "إنَّا معاشِرَ النِّسَاءِ مَحْصورات مقصوراتٌ، قَواعِدُ بُيُوتكم، وحَوامِلُ أَوْلَادِكُمْ" ہے، جس میں "قَوَاعِدُ" قاعِدٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد بوڑھی عورت ہے۔[50]

ان الفاظ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ "جعل" سے مراد مقرر کیا جانا اور تقرر ہو جانا ہے جس میں کوئی ذاتی ذوق وغیرہ شامل نہیں ہے جب کہ "قعد" کا مطلب خود سے کسی کام کے لیے تیار ہو جانا اس میں ذاتی دلچسپی لینا اور کام کرنا۔ لہٰذا "جعل قاضیا" سے مراد عہدہ قضا کا مل جانا جب کہ "قعد قاضيا" سے مراد بذات خود یا بذریعہ سفارش عہدہ قضا کا حصول ہے۔

2۔ جعل و وضع:

عبد اللہ بن ابی ہذیل کہتے ہیں: كَانَ نَاسٌ مِنْ رَبِيعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ أَوْ لَيَجْعَلَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ فِي جُمْهُورٍ مِنْ الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ[51] ترجمہ: "قبیلہ ربیعہ کے کچھ لوگ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، قبیلہ ء بکر بن وائل کے ایک آدمی نے کہا: قریش باز رہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ خلافت کو ان کے علاوہ جمہور عرب میں کر دے گا، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جھوٹ اور غلط کہہ رہے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قریش قیامت تک خیر و شر میں لوگوں کے حاکم ہیں"۔

دوسری روایت عبد اللہ بن ابی ہذیل ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

> كَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَتَخَوَّلُنَا ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ : لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ قُرَيْشٌ لَيَضَعَنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي جُمْهُورٍ مِنْ جَمَاهِيرِ الْعَرَبِ سِوَاهُمْ ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ : كَذَبْتَ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ[52]
>
> ترجمہ: "قبیلہ ربیعہ کے کچھ لوگ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، قبیلہ ء بکر بن وائل کے ایک آدمی نے کہا: قریش باز رہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ خلافت کو ان کے علاوہ جمہور عرب میں کر دے گا، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جھوٹ اور غلط کہہ رہے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قریش قیامت تک خیر و شر میں لوگوں کے حاکم ہیں"۔

ان روایات میں "لَيَجْعَلَنَّ" اور "ليضعن" مترادف ہیں، اسی طرح "غَيْرِهِمْ" اور "سواهم" بھی مترادف ہیں جن کی وضاحت درج ذیل ہے: "لَيَجْعَلَنَّ" یہ "جَعَلَ" سے ہے، اس کا مطلب بنانا یا مقرر کرنا ہے، اس کا استعمال عام ہے خواہ اس کا

تعلق ایجاد اور تخلیق سے ہو یا محض ترتیب سے ہو۔[53] اور "لیضعن" یہ "وَضَعَ" سے ہے، اس کا مطلب رکھنا، ہاتھ سے چھوڑنا، ڈالنا، اتار دینا، مرتبہ کم کرنا، قرضہ کم کر دینا، ذلیل کرنا، ساقط کرنا، جننا، تیز چلنا، جھوٹی حدیث بنانا، گھڑ لینا اور تالیف و تصنیف کرنا ہے، یہ "رَفَعَ" کی ضد ہے، اسی سے "وَضِيْعٌ" کم مرتبہ بخلاف "رَفِيْعٌ" بلند مرتبہ ہے۔[54]

ان الفاظ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ "لَيَجْعَلَنَّ" سے مراد بنانا یا مقرر کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کے علاوہ دوسروں کو ذمہ دار مقرر کر دے گا جب کہ "لیضعن" سے مراد رکھ دینا اور ذلیل کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کو ذلیل کرتے ہوئے یہ معاملہ دیگر لوگوں میں رکھ دے گا۔

"غَيْرِهِمْ" کا مطلب سوا، علاوہ، خلاف، ضد، نہیں، اسم بمعنی اِلّا، اسم بمعنی لیس، اسم بمعنی سوا، اسم بمعنی لا، اجنبی، دوسرا، مختلف، مغایر اور تبدیلی ہے، اصطلاحِ قانون میں مقدمہ کا تیسرا فریق مراد ہے۔[55] "سوی" کا مطلب غیر، علاوہ، بدل، نظیر، مثل، مانند، برابر اور ہموار ہے، اس کی جمع "أَسْوَاءٌ" ہے۔[56]

ان الفاظ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ "غیر" اور "سوی" دونوں مختلف معانی کے لیے مستعمل ہیں لیکن ان کا یہاں استعمال علاوہ کے معنی کے لیے ہے۔

3۔زوّج وانکح:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ**[57] ترجمہ: "جب تمہیں کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام دے، جس کی دین داری اور اخلاق سے تمہیں اطمینان ہو تو اس سے شادی کر دو اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہو گا"۔ دوسری روایت بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> **إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِينَهُ ، فَأَنْكِحُوهُ ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ**[58]
>
> ترجمہ: "جب تمہیں کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام دے، جس کی دین داری اور اخلاق سے تم خوش ہو تو اس سے شادی کر دو اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور فساد عظیم برپا ہو گا"۔

ان روایات میں "زوجوہ" اور "فانکحوہ" مترادف ہیں جن کی وضاحت درج ذیل ہے: "زوجوہ" یہ "زوج" سے ہے، اس کا مطلب باہم ملانا، ترغیب دینا، جوڑ لگانا، مربوط کرنا، شادی بیاہ، خاوند، بیوی، شکل، رنگ، جفت، جوڑا، نکاح کرنا، نر اور مادہ کا ملاپ ہے۔[59] "فانکحوہ" یہ "نکح" سے ہے، اس کا مطلب نکاح کرنا، شادی کرنا، مل جانا، غالب ہونا اور شادی کرنا ہے، یہ لفظ صرف مکلّف مخلوق (جنوں اور انسانوں) کے نکاح کے لیے ہے۔[60]

ان الفاظ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ "زوجوہ" سے مراد نکاح کے ساتھ رخصتی ہونا ہے جب کہ "فانکحوہ" سے مراد نکاح کرنا ہے، اس میں نکاح کے ساتھ رخصتی کا تصور موجود نہیں ہے۔

ج: عربی اشعار

سابقہ صفحات میں ہم نے قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ سے مترادفات کی چند امثلہ پیش کیں، اب ہم نے عربی اشعار سے مترادفات کی چند مثالیں پیش کی ہیں اور ان میں موجود دقیق فرق کو بھی واضح کیا ہے۔ شعراء نے جس قدر مترادفات کا استعمال کیا ہے اس کے مقابلہ میں نثر میں مترادفات کا استعمال بہت کم ہوا ہے، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ شعر میں کلمات کو شعر کے وزن کے پیش نظر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عرب اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ مجھے فلاں لفظ کے اتنے مترادفات یاد ہیں، جیسا کہ ابتدائی صفحات میں اس کا ذکر موجود ہے۔

1۔الدمعة و العَبْرة:

بظاہر "**الدمعة**" اور "**العبرة**" کا معنی آنسو ہی ہے، کسی اہل لغت نے دونوں کا معنی آنسو ہی کیا ہے مگر ان دونوں میں دقیق فرق موجود ہے "**الدمعة**" آنکھ سے بہنے والے آنسو کو کہتے ہیں جبکہ "**العبرة**" ایسا آنسو ہے جو ابھی آنکھ میں ہی ہے۔

امرؤالقیس[61] کا ایک شعر ہے جس میں اس نے "الدمعۃ" کا لفظ استعمال کیا ہے:

ففاضَتْ دُموعُ العَينِ مِنّي صَبَابَةً　　　عَلَى النَّحرِ حتّى بلّ دمعيَ مِحْمَلي[62]

ترجمہ: "پس عشق کی وجہ سے میری آنکھ سے اس قدر آنسو بہے کہ میرے آنسوؤں نے میری تلوار کے پر تلہ تک کو تر کر دیا"۔

امرؤالقیس ہی کا ایک اور شعر ہے جس میں اس نے "العَبرة" کا لفظ استعمال کیا ہے:

وإنَّ شِفائي عَبْرَةٌ مُهَراقَةٌ　　　فهلْ عندَ رَسمٍ دارسٍ مِنْ مُعَوَّلِ[63]

ترجمہ: "اور میری شفا یہی بہتے ہوئے آنسو ہیں۔ کیا ان مٹے ہوئے نشانوں کے پاس کوئی قابل اعتماد (فریاد رس) ہے؟"

"**الدموع**" یہ "**دمعة**" کی جمع ہے اس کا معنی آنکھ کا پانی ہے خواہ خوشی سے ہو یا غمی سے۔ اور "**الدمعة**" آنسو کے ایک قطرے کو کہتے ہیں، اگر وہ خوشی کا ہو تو ٹھنڈا ہوتا ہے اور اگر غمی کا ہو تو گرم ہوتا ہے۔[64]

"**العبرة**" عین کی زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، یہ آنسو کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد ایسے آنسو ہیں کہ جس میں انسان بغیر آواز کے روتا ہے، اور بوض نے کہا کہ اس سے مراد وہ آنسو ہے جو ابھی بہا نہیں۔[65]

خلاصہ یہ ہے کہ "**الدمعة**" میں آنکھ کا پانی اور آنسو بہنے کا معنی پایا جاتا ہے جبکہ "**العبرة**" میں آنکھ کا پانی، خاموش آنسو اور آنکھ سے گرنے سے پہلے والے آنسو کا معنی پایا جاتا ہے۔

2۔الجید والنحر:

"**الجيد**" کا معنی گردن ہے جب کہ "**النحر**" سے مراد سینہ کا اوپر والا حصہ ہے۔

امرؤ القیس کا شعر ہے:

وَجِيدٍ كَجِيدِ الرِّئْمِ ليسَ بفاحشٍ إذا هِي نَصّتْهُ وَلا بِمُعَطَّلِ[66]

ترجمہ: "اور ایک ایسی گردن جو ہرن کی گردن کی مثل ہے جبکہ وہ اس کو بلند کرلے تو لمبی (بے ڈول) اور بے زیور نہیں ہے"۔

امرؤ القیس ہی کا ایک اور شعر ہے جس میں اس نے "**النحر**" کا لفظ استعمال کیا ہے:

ففاضَتْ دُموعُ العَينِ مِنّي صَبَابَةً عَلَى النَّحرِ حتّى بلّ دمعيَ مِحْمَلي[67]

ترجمہ: "پس عشق کی وجہ سے میری آنکھ سے اس قدر آنسو بہے کہ میرے آنسوؤں نے میری تلوار کے پرتلہ تک کو تر کردیا"۔

"الجید" کا معنی گردن ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد گردن کا ابتدائی حصہ ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد گردن کا لمبا ہونا اور اس کا خوبصورت ہونا ہے۔[68] القاموس الوحید میں ہے کہ "جید" سے مراد گردن کا اگلا حصہ ہے، گردن کا وہ حصہ جہاں ہار پہنا جاتا ہے۔[69]

"النحر" سے مراد سینے کا آخری حصہ ہے جو گردن کی طرف ہوتا ہے اور یہ وہ حصہ ہوتا ہے جہاں پر جانور کو پٹاڈالا جاتا ہے، بعض نے کہا کہ اسی سے "العنق" ہے۔[70]

خلاصہ یہ ہے کہ "الجید" میں گردن اور گردن کے لمبے ہونے کا معنی پایا جاتا ہے جبکہ "النحر" میں گردن اور پٹا باندھنے کی جگہ کا معنی پایا جاتا ہے۔

3۔ الافتل و الموجد:

"**الافتل**" مضبوطی اور طاقت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جب کہ "الموجد" مضبوطی اور پختگی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ طرفہ بن عبد[71] اپنے ایک شعر میں کہتا ہے:

لها مرفقان افتلان كأنما تمر بسلمي دالج متشدد[72]

ترجمہ: "اس اونٹنی کی دو مضبوط کہنیاں پسلیوں سے اس قدر چھیدی ہیں گویا کہ وہ قوی ڈول والے کے دو ڈول لیے ہوئے گزر رہی ہے"۔

طرفہ بن عبد ہی کا ایک شعر ہے جس میں اس نے "موجدۃ" کا لفظ استعمال کیا ہے:

صُهابيّةُ العُثْنُونِ مُوجَدَةُ القَرَا بعيدةُ وَخْدِ الرّجْلِ مَوّارَةُ اليَدِ[73]

اس کی ٹھوڑی کے نیچے کے بال سرخی مائل ہیں، کمر مضبوط ہے، لمبے قدم رکھنے والی تیز رفتار ہے

"الافتل" سے مراد مضبوط اور طاقت ور ہونا ہے۔ ابن منظور کے بقول "الفتلة" سے مراد بازووں کے پٹھوں کی مضبوطی ہے[74] اور "الموجد" کے بارے میں ابن منظور لکھتے ہیں: "الحمد لله الذي أوجدني بعد فقر أي أغناني، وآجدني بعد ضعف أي قواني وهذا من وجدي أي قدرتي"[75] ترجمہ: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے کہ جس نے مجھے فقیری کے بعد غنی کیا اور میری کمزوری کے بعد مجھے قوت بخشی۔ اور "ہذا من وجدی" سے مراد یہ ہے کہ یہ کام میری قدرت میں ہے"۔ خلاصہ یہ ہے کہ "الافتل" میں قوت و شدت کے ساتھ اونٹنی کی کہنی کے ملے ہوئے ہونے کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ جب کہ "الموجد" میں قوت و شدت کے ساتھ بازووں کے پٹھوں کی مضبوطی کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

مترادف کا معنی پیچھے آنے والا، تابع اور سواری پر پیچھے بیٹھنے والا ہے۔ اصطلاحاً کسی ایک لفظ کے ہم معنی یا ملتے جلتے معنی والے الفاظ کو مترادف کہا جاتا ہے۔ اردو میں ردیف، مترادف، تھیسارس جب کہ شعری زبان میں قافیہ کہا جاتا ہے۔ انگلش میں "Synonym" کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں الفاظ کی تین اقسام مختلف المعانی الفاظ، ہم معنی الفاظ اور ایسے الفاظ جو لکھنے میں تو ایک جیسے ہوں مگر پڑھنے میں مختلف ہوں ہیں۔ کئی علمائے لغت نے مترادفات کا انکار کیا ہے ان میں سے سب سے بڑا نام ابو ہلال العسکری کا ہے جنہوں نے "الفروق اللغوية" کے نام سے باقاعدہ کتاب بھی لکھی ہے مگر مترادفات ایک ایسی حقیقت ہیں جس کا انکار درست نہیں۔ عربی زبان میں کئی ایسی چیزیں ہیں جن کے کئی کئی سو نام ہیں۔ البتہ اصل بات یہ ہے کہ ہر مترادف ایسا نہیں ہوتا جو کسی لفظ کا متبادل ہو بلکہ مترادفات کی چھ اقسام الترادف التام، الترادف النوعی، الترادف المجازی، الترادف الاصطلاحی، الترادف الاستلزامی اور الترادف اللفظی ہیں۔ اگر ان اقسام کو سمجھ لیا جائے تو مانعین اور قائلین کے درمیان موجود تنوع وحدت میں بدل سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

[1] ابن فارس، أحمد بن فارس، القزويني، الصاحبي في فقه اللغة العربية ومسائلها وسنن العرب في كلامها (الناشر: محمد علی بیضون، 1418ھ)، ص 22۔

Ibn Fāris, Aḥmad bin Fāris, al-Qazwīnī, *AL-ṢĀḥIBĪ FĪ FIQH AL-LUGHAH AL-ʿARABĪYAH WA MASĀʾILIHĀ WA SUNAN AL-ʿARAB FĪ KALĀMIHĀ* (Publisher: Muḥammad ʿAlī Bayḍūn, 1418), p. 22.

[2] ایضاً۔

[3] النمل، 27:72۔

Surah al-Naml, 27:72.

[4] الازهري، محمد بن احمد، الهروي، ابو منصور، **تهذيب اللغة** (بيروت: داراحياء التراث العربي، 2001ء)، 14:68۔

Al-Azhari, Muḥammad bin Aḥmad al-Harawī, Abū Mansūr, *TAHDHĪB AL-LUGHAH* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 2001), 14:68.

[5] ایضا

[6] احمد مختار، عبد الحمید عمر، **معجم اللغة العربية المعاصرة** (بيروت: عالم الكتب، 1429ھ)، 2:880۔

Aḥmad Mukhtār, ʿAbd al-Ḥamīd ʿUmar, *MUʿJAM AL-LUGHAH AL-ʿARABĪYAH AL-MUʿĀṣIRAH* (Beirut: ʿĀlam al-Kutub, 1429), 2:880.

[7] الفراهيدي، خليل بن احمد، **كتاب العين** (بيروت: مكتبة الهلال)، 8:22۔

Al-Farāhīdī, Khalīl bin Aḥmad, *KITĀB AL-ʿAYN* (Beirut: Maktabat al-Hilāl), 8:22.

[8] کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، **القاموس الوحید** (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2001ء)، ص615۔

Kīrānovī, Waḥīd al-Zamān Qāsimī, *AL-QĀMŪS AL-WAḤĪD* (Lahore: Idārat Islāmiyyāt, 2001), p. 615.

[9] الأنفال، 8:9۔

Al-Anfāl, 8:9.

[10] الزجاج، ابراهيم بن الشري، **معاني القرآن وإعرابه** (بيروت: عالم الكتب، 1408ھ)، 2:402۔

Al-Zajjāj, Ibrāhīm bin al-Sharī, *MAʿĀNĪ AL-QURʾĀN WA IʿRĀBUH* (Beirut: ʿĀlam al-Kutub, 1408), 2:402.

[11] الفراء، يحيي بن زياد الديلمي، **معاني القرآن** (مصر: دار المصرية للتأليف والترجمة)، 1:404۔

Al-Farrā, Yaḥyā bin Ziyād al-Dīlamī, *MAʿĀNĪ AL-QURʾĀN* (Egypt: Dār al-Maṣrīyah li'l-Taʾlīf wa'l-Tarjamah), 1:404.

[12] الجرجانی، علی بن محمد، **کتاب التعریفات** (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1983ء)، ص199۔

Al-Jurjānī, ʿAlī bin Muḥammad, *KITĀB AL-TAʿRĪFĀT* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1983), p. 199.

[13] الرازي، محمد بن عمر، فخر الدين، **المحصول في علم الاصول** (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1418ھ)، 1:253۔

Al-Rāzī, Muḥammad bin ʿUmar, Fakhr al-Dīn, *AL-MAḥṣŪL FĪ ʿILM AL-UṣŪL* (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1418), 1:253.

[14] سيبويه، عمرو بن عثمان الحارثي، **الكتاب** (القاهرة: مكتبة الخانجي، 1408ھ)، 1:24۔

Sībawayh, ʿAmr bin ʿUthmān al-Ḥārithī, *AL-KITĀB* (al-Qahirah: Maktabat al-Khānji, 1408), 1:24.

[15] **اردو لغت تاریخی اصول پر** (کراچی: اردو لغت بورڈ)، 17:326۔

URDU LUGHAT TĀRĪKHĪ UṣŪL PAR (Karachi: Urdu Lughat Board), 17:326.

[16] https://www.bbc.com/urdu/learningenglish/story/2005/09/printable/050906dictthesaruszs

[17] https://dictionary.cambridge.org/us/dictionary/english/synonym

[18] https://www.britannica.com/topic/synonym

[19]ابن العربي، محمد بن عبد اللہ، ابو بکر، **أحكام القرآن**(بیروت: دار الكتب العلمية، 1442ھ)، 2:337۔

Ibn al-ʿArabī, Muḥammad bin ʿAbd Allāh, Abū Bakr, *AḥKĀM AL-QURʾĀN* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1442), 2:337.

[20]أبو هلال، حسن بن عبد اللہ بن سهل، العسكري، **الفروق اللغوية**(القاهرة: دار العلم والثقافة للنشر والتوزيع)، ص22۔

Abū Hilāl, Ḥasan bin ʿAbdullāh bin Sahl, al-ʿAskarī, *AL-FURŪQ AL-LUGHAWĪYAH* (Cairo: Dār al-ʿIlm wa al-Thaqāfah li'l-Nashr wa al-Tawzīʿ), p. 22.

[21]ابن درید، محمد بن حسن الأزدي، **جمهرة اللغة**(بیروت: دار العلم للملايين، 1987ء)، 2:1088۔

Ibn Durayd, Muḥammad bin Ḥasan al-Azdī, *JUMAḥRAT AL-LUGHAH* (Beirut: Dār al-ʿIlm li'l-Malāyīn, 1987), 2:1088.

[22]کیلانی، عبد الرحمن، **مترادفات القرآن**(لاہور: مکتبہ السلام، 2009ء)، ص188-185۔

Kīlānī, ʿAbd al-Raḥmān, *MUTĀRADIFĀT AL-QURʾĀN* (Lahore: Maktabah al-Salām, 2009), p. 185-188.

[23]السیوطي، جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بکر، **المزهر في علوم اللغة وأنواعها**(بیروت: دار الكتب العلمية، 1418ھ)، 1:319۔

Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān bin Abī Bakr,*AL-MUZHIR FĪ ʿULŪM AL-LUGHAH WA ANWĀʿIHĀ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1418), 1:319.

[24]مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: ڈاکٹر رمضان عبد التواب کی کتاب "**فصول في فقه العربية**"(ص322-316)۔

For further details see: Dr. Ramzān ʿAbd al-Tawwāb's book "*FUṣŪL FĪ FIQH AL-ʿARABĪYAH*" (p. 316-322).

[25]ھود، 1:11۔

Hūd, 11:1.

[26]النحل، 50:16۔

Al-Naḥl, 16:50.

[27]فاطر، 28:35۔

Fāṭir, 35:28.

[28]ابو العباس القرطبی، احمد بن عمر، **المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم**(بیروت: دار ابن کثیر، 1417ھ)، 3:165۔

Abū al-ʿAbbās al-Qurṭubī, Aḥmad bin ʿUmar, *AL-MUFHIM LIMĀ ASHKALA MIN TALKHĪṣ KITĀB MUSLIM* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1417), 3:165.

[29]**کتاب التعریفات**، ص101۔

KITĀB AL-TAʿRĪFĀT, p. 101.

[30]ایضا، ص98۔

[31]المبارکفوری، عبید اللہ بن محمد، **مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح**(بنارس: إدارة البحوث العلمية، 1984ء)، 1:319۔

Al-Mubārakfūrī, ʿAbd Allāh bin Muḥammad, *MIRĀʾAT AL-MAFĀTĪḥ SHARḥ MISHKĀT AL-MAṣĀBĪḥ* (Bnars: Idārat al-Buḥūth al-ʿIlmiyyah, 1984), 1:319.

[32]الرعد،13:21۔

Al-Raʿd, 13:21.

[33]النساء،4:128۔

Al-Nisāʾ, 4:128.

[34]التوبة،9:76۔

Al-Tawbah, 9:76.

[35]**کتاب التعریفات**، ص42۔

KITĀB AL-TAʿRĪFĀT, p. 42.

[36]**المفردات في غريب القرآن**، ص446۔

AL-MUFRAḍĀT FĪ GHĀRIB AL-QURʾĀN, p. 446.

[37]العنکبوت،29:14۔

AL-ʿANKABŪT, 29:14.

[38]البخاري، **الجامع الصحيح**، كتاب الادب، باب تسمية الوليد، رقم الحديث:6200۔

Al-Bukhārī, *AL-JĀMIʿ AL-ṢAḥĪḥ*, Kitāb al-Ādāb, Bāb Tasmiyat al-Walīd, ḥadīth number: 6200.

[39]یوسف،12:47-49۔

Yūsuf, 12:47-49.

[40]سوڈان کے لوگوں کی ایک نسل جس کا رنگ سیاہ، بال گھنگھریالے اور ہونٹ موٹے ہوتے ہیں، خط استواء کے قریب یہ لوگ رہتے ہیں۔ ان کا ملک مراکش سے حبشہ تک پھیلا ہوا ہے اور ان میں سے کچھ دریائے نیل (مصر) کے قریب رہتے ہیں۔ آج کل (زنجی) افریقہ کے بعض قبائل (سیاہ فام) کو بھی کہا جاتا ہے خواہ وہ کسی بھی جگہ آباد ہوں۔ (**القاموس الوحید**، ص719)

AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD, p. 719.

[41]**الفروق اللغوية**، ص271۔

AL-FURŪQ AL-LUGHAWĪYAH, p. 271.

[42]لویس معلوف، **المنجد** (خزینۃ علم وادب)، ص25۔

Lūwīs Maʿlūf, *AL-MUNJID* (Khazīnat ʿIlm wa Adab), p. 25.

[43]التوبة،9:44۔

Surah al-Tawbah, 9:44.

[44]**مترادفات القرآن**، ص120۔

MUTĀRADIFĀT AL-QUR'ĀN, p. 120.

[45]النور،24:27۔

Surah al-Nūr, 24:27.

[46]البخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب التعبير، باب المفاتيح فی اليد، رقم الحدیث:7013۔

Al-Bukhārī, *AL-JĀMIʿ AL-ṢAḥĪḥ*, Kitāb al-Taʿbīr, Bāb al-Mafātīḥ fī al-Yad, ḥadīth number: 7013.

[47] **جامع الترمذی**،أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،بَاب مَا جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْقَاضِي،رقم الحدیث:1325۔

JĀMIʿ AL-TIRMIDHĪ, Abwāb al-Aḥkām ʿan Rasūl Allāh, Bāb mā jāʾa ʿan Rasūl Allāh fī al-Qāḍī, ḥadīth number: 1325.

[48] **السنن الکبری للبیهقي**،كتاب آداب القاضي،باب كراهية الإمارة وكراهية تولي أعمالها لمن رأى من نفسه ضعفا أو رأى فرضها عنه بغيره ساقطا،رقم الحدیث:20277۔

AL-SUNAN AL-KUBRĀ BY AL-BAYHAQĪ, Kitāb Ādāb al-Qāḍī, Bāb karāhiyyat al-Imārah wa karāhiyyat tawallī aʿmālihā liman raʾā min nafsihi ḍaʿfan aw raʾā farḍahā ʿanhu bighayrihī sāqiṭan, ḥadīth number: 20277.

[49] القاموس الوحید،ص264؛مترادفات القرآن،ص221۔

AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD, p. 264; *MUTĀRADIFĀT AL-QUR'ĀN*, p. 221.

[50] القاموس الوحید،ص1336۔

AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD, p. 1336.

[51] **جامع الترمذی**،أَبْوَابُ الْفِتَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،بَاب مَا جَاءَ أَنَّ الْخُلَفَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ،رقم الحدیث:2227۔

JĀMIʿ AL-TIRMIDHĪ, Abwāb al-Fitan ʿan Rasūl Allāh, Bāb mā jāʾa anna al-Khulafāʾa min Quraysh ilā an taqūma al-Sāʿah, ḥadīth number: 2227.

[52] **مسند أحمد بن حنبل**،مسند الشاميين رضي الله عنهم ، بقية حديث عمرو بن العاص عن النبي صلى الله عليه وسلم،رقم الحدیث:18087۔

MUSNAD AḥMAD BIN ḤANBAL, Musnad al-Shāmiyyīn, Baqīyat ḥadīth ʿAmr ibn al-ʿĀṣ ʿan al-Nabī ṣallā Allāh ʿalayhī wa sallam, ḥadīth number: 18087.

[53] القاموس الوحید،ص264؛مترادفات القرآن،ص221۔

AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD, p. 264; *MUTĀRADIFĀT AL-QUR'ĀN*, p. 221.

[54] القاموس الوحید،ص1863؛لغات الحدیث4:502۔

AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD, p. 1863; *LUGHĀT AL-ḥADĪTH*, 4:502.

[55] القاموس الوحید،ص1193۔

AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD, p. 1193.

[56] ایضا،ص829۔

[57] **جامع الترمذی**،أَبْوَابُ النِّكَاحِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،بَاب مَا جَاءَ إِذَا جَاءَكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ فَزَوِّجُوهُ،رقم الحدیث:1084۔

JĀMIʿ AL-TIRMIDHĪ, Abwāb al-Nikāḥ ʿan Rasūl Allāh, Bāb mā jāʾa idhā jāʾakum man tarḍawna dīnahu fazzawwijūhu, ḥadīth number: 1084.

[58] **المستدرک علی الصحیحین**،كتاب النكاح،من أعطى لله ومنع لله وأحب لله و أبغض لله و أنكح لله فقد استكمل الإيمان،رقم الحدیث:2710۔

AL-MUSTADRAK ʿALĀ AL-ṢAḥĪḥAYN, Kitāb al-Nikāḥ, Man aʿṭā li-Allāh wa-manʿā li-Allāh wa-aḥabba li-Allāh wa-abghaḏa li-Allāh wa-ankaha li-Allāh faqad astakmala al-īmān, ḥadīth number: 2710.

[59] لغات الحدیث،2:226؛القاموس الوحید، ص725۔

LUGĀT AL-ḥADĪTH, 2:226; *AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD*, p. 725.

[60] ایضا،4:410۔

[61] امرؤالقیس ایک معروف عربی شاعر ہے جو کہ 540م کو فوت ہوا۔ اس کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے جندح، بعض نے حندج، بعض نے ملیکہ اور بعض نے عدی کہا ہے۔ کندی قبیلہ سے تعلق تھا۔ اس کی سب سے معروف شاعری "المعلقات السبع" میں پہلے نمبر پر ہے۔

[62] الزوزنی، حسین بن أحمد، شرح المعلقات السبع(بیروت: دار احیاء التراث العربي،2002ء)، ص39۔

Al-Zuzanī, Ḥusayn bin Aḥmad, *SHARḥ AL-MUʿALLAQĀT AL-SABAʿ* (Beirut: Dār Aḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 2002), p. 39.

[63] ایضا، ص38۔

[64] **تاج العروس**،20:565۔

TĀJ AL-ʿARŪS, 20:565.

[65] ایضا،12:504۔

[66] **شرح المعلقات السبع**، ص54۔

SHARḥ AL-MUʿALLAQĀT AL-SABAʿ, p. 54.

[67] ایضا، ص39۔

[68] **لسان العرب**،1:737۔

LISĀN AL-ʿARAB, 1:737.

[69] **القاموس الوحید**، ص302۔

AL-QĀMŪS AL-WAḥĪD, p. 302.

[70] **لسان العرب**،6:4364۔

LISĀN AL-ʿARAB, 6:4364.

[71] طرفہ بن العبد بن سفیان البکری الوائلی جاہلی دور کا اول درجہ کا شاعر ہے، 564ء میں فوت ہوا۔ بحرین میں پیدا ہوا، پھر نجد چلا گیا۔ بادشاہ کی ہجو کرنے کی پاداش میں قتل کروادیا گیا۔ بعض کے نزدیک اس وقت اس کی عمر 20 سال تھی اور بعض کے نزدیک 26 سال تھی۔ اس کا دیوان بھی مطبوع ہے۔(**الاعلام للزرکلی**،3:225)۔

AL-IʿLĀM BY AL-ZARKLĪ, 3:225.

[72] **شرح المعلقات السبع**، ص96۔

SHARḥ AL-MUʿALLAQĀT AL-SABAʿ, p. 96.

[73] ایضا، ص97۔

[74] **لسان العرب**، 5:3344۔

LISĀN AL-ʿARAB, 5:3344.

[75] ایضا،6:4770۔